۸/ نومبر ۱۹۰۷ء

خطبہ عید الفطر

عید کے خطبہ میں آپ نے بعد کلمہ تشہد اور استعاذہ قرآن شریف کی آیت یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (البقرۃ:۱۹۰) پڑھ کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ قرآنِ شریف کے ذریعہ سے مسلمانوں کو تقویٰ میں ایک ریاضت کرائی جاتی ہے کہ جب مباح چیزیں انسان خدا کی خاطر چھوڑتا ہے تو پھر حرام کو کیوں ہاتھ لگانے لگا۔ پھر فرمایا کہ ایک وقت تو خدا تعالیٰ کی صفت رحم اور درگذر کی کام کرتی ہے مگر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ جب دنیا کے گناہ حد سے بڑھ جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ پھر بھی ایسے وقت میں ایک سمجھانے والا ضرور آتا ہے جیسا کہ آج ہمارے درمیان موجو ہے اور اس زمانہ میں بائیبل کی کثرت اشاعت جو ہوتی ہے باوجودیکہ عیسائی اپنے عقائد میں اس کو قابل عمل نہیں جانتے۔ پھر کروڑوں روپے اس پر خرچ کرتے ہیں۔ اس میں بھی یہی حکمت الٰہی ہے کہ توحید اور عبادت الٰہی اور اعمال صالح کا وعظ اس کے ذریعہ سے بھی تمام دنیا پر ہو رہا ہے۔ صحابہؓ نے اَهِلَّة کے متعلق جو سوال کیا وہ اس واسطے تھا کہ جب رمضان کی عبادت کے

برکات انہوں نے دیکھے تو ان کو خواہش ہوئی کہ ایسا ہی دوسرے مہینوں کی عبادت کا ثواب بھی حاصل کریں۔ اس واسطے انہوں نے یہ سوال پیش کیا۔ فرمایا دو بڑے نشان آسمان پر دکھائے گئے۔ سورج گہن اور چاند گہن۔ ماہ رمضان میں ایسا ہی دو نشان زمین پر ہیں۔ قحط اور طاعون۔

فرمایا۔ حج کے متعلق حضرت ابراہیم کو خدا تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ اَذِّنْ فِی النَّاسِ (الحج:۲۸) تب سے آج تک یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ جس طرح کبوتر اپنے کابک کو دوڑتے ہیں اس طرح لوگ حج کو جاتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت عرب میں رسم تھی کہ سفر کو جاتے ہوئے کوئی بات یاد آتی تو دروازے کے راہ سے گھر میں نہ آتے۔ اس سے خدا تعالیٰ نے منع فرمایا اور اس میں ایک اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ ہر ایک کام میں اس راہ سے جاؤ اور اس دروازے سے داخل ہو جو خدا نے مقرر کیا اور اس کے رسول نے دکھایا۔ اور رسولؐ کے خلفاء اور اس زمانہ کا امام بتلا رہا ہے۔ خدا چاہتا تو اپنے رسولؐ کے واسطے اپنے خزانے کھول دیتا اور تمہیں کچھ خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی مگر پھر تمہارے واسطے کوئی ثواب نہ ہوتا۔ جب خدا کسی قوم کو عزت دینا چاہتا ہے تو یہی سنت اللہ ہے کہ پہلے اس سے اللہ کی راہ میں مالی' جانی' بدنی خدمات لی جاتی ہیں۔ اس زمانہ میں غلام کے چھوڑانے کا ثواب مقروض کے قرضہ کے ادا کرنے سے ہو سکتا ہے اور دو خاص مقروضوں کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا جن کے واسطے چندہ کی ضرورت ہے۔ ان لوگوں کے واسطے بھی خرچ کرنا چاہئے جو دینی علوم کے حصول میں (طلباء) یا دینی خدمات میں مصروف ہونے کے سبب اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کے مصداق ہیں اور ایسے لوگوں کو بھی دینا چاہئے جو سوال کے عادی نہ ہونے کے سبب کسی ضابطہ کی پابندی میں نہیں آسکتے۔

خطبہ جمعہ:۔ جمعہ کے خطبہ میں آپ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ جب تک انسان محنت مشقت نہ اٹھائے' خدا کی راہ میں ابتلاؤں کی برداشت نہ کرے وہ انعام و اکرام نہیں پا سکتا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف اتنا منہ سے کہہ کر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لائے۔ نہیں۔ بلکہ ان پر وہ ابتلا ضرور آئیں گے جو پہلوں پر آئے۔ یہ وقت ہے کہ جناب الٰہی کو راضی کر لو۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۴۶ ۔۔۔۔۔ ۱۰/ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)